

اسلام اور طہارت

اسلام انتہائی پاکیزہ مذہب ہے، یہ اپنے ماننے والوں طہارت و پاکیزگی کا حکم دیتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی آدم کو اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق کتاب و سنت کی شکل میں جو احکام اور ہدایات عنایت فرمائے ہیں اگر حقیقی معنوں میں ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہر فرد کا ظاہر و باطن، اس کا جسم و لباس، رہنے کی جگہ، گھر یا رگلی، محلہ، ماحول حتیٰ کہ پورا معاشرہ سب پاکیزگی کے مظہر بن جائیں گے۔ طہارت والوں یعنی پاک صاف رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (۱) ترجمہ: بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اسلام کی ان تعلیمات کے پیش نظر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طہارت و پاکیزگی کا خوب اہتمام فرماتے تھے جس کی وجہ سے قرآن کریم مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں ارشاد فرمایا: ﴿فِيهِ رَجُلَانِ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ﴾ (۲) ترجمہ: اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں اور اللہ پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ طلح بن نافع کہتے ہیں کہ مجھے ابوالیوب انصاری، جابر بن عبد اللہ، اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے بتلایا کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا: اے گروہ انصار! اللہ تعالیٰ نے طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف بیان کی ہے تو تمہاری طہارت و پاکی کیا ہے؟ انصار نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وہ طہارت و پاکی ہے جس کی اللہ نے تعریف کی ہے، پس تم اسے لازم پکڑو۔ (۳)

طہارت کا معنی و مطلب: طہارت کسے کہتے ہیں؟ اس کا کیا معنی و مطلب ہے؟ اس کی کتنی اقسام ہیں؟ ان تفصیلات کو جاننے کے بعد ہی انسان منشا خداوندی کے مطابق پاکیزگی حاصل کر سکتا ہے۔ طہارت عربی زبان کا لفظ ہے، طہر یطہر باب کرم سے مصدر ہے، لغت میں طہارت کے معنی مطلق طور پر صفائی و پاکیزگی کے ہیں (۴)، فقہی اعتبار سے حدیث اور نجاست سے پاکیزگی حاصل کرنے کو طہارت کہتے ہیں (۵)، جبکہ شرعاً طہارت اللہ کی منع کردہ چیزوں سے اپنے آپ کو روکنے یعنی خود کو گناہوں سے پاک رکھنے اور اللہ تعالیٰ کے اوامر سے خود کو مزین کرنے کو کہتے ہیں۔ بعض دفعہ اطلاقات شرعیہ میں طہارت من الارجاس پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے یعنی اس سے مراد کفر و شرک اور معصیت سے پاک ہونا ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمُ تَطْهِيرًا﴾ (۶) ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! اللہ توبہ چاہتا ہے کہ تم سے (شرک و کفر کی) گندگی دور رکھے اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو۔

اقسام طہارت: طہارت کی ابتدا میں دو بڑی قسمیں ہیں: طہارت معنویہ اور حسیہ، پہلی قسم کے بارے میں علمائے عقیدہ یعنی متکلمین گفتگو کرتے ہیں، جبکہ دوسری سے فقہاء بحث کرتے ہیں۔ پھر ان میں سے طہارت معنویہ کی بھی دو قسمیں ہیں: طہارت معنویہ کبریٰ اور صغریٰ، طہارت معنویہ کبریٰ ہے کہ آدمی اپنے دل کو شرک اور اس کی غلاظتوں سے مکمل پاک کر لے اور تو حید خالص کے عقیدہ کو اپنے دل و دماغ میں بسالے اور مکمل طور سے اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کر لے۔ طہارت معنویہ صغریٰ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو اخلاقی برائیوں کینہ، حسد، ریا، تکبر اور حب جاہ و مال وغیرہ سے پاک کرے اور اپنے دل کو اخلاقی محاسن و فضائل سے مزین کرے۔ اسی طرح طہارت حسیہ یعنی ظاہری طہارت کی بھی دو قسمیں: ایک یہ کہ حدث کو زائل کر کے پاکی حاصل کرنا، اس قسم کے ذیل میں فقہاء حضرات پانی کے پاکی و ناپاکی، وضو، غسل، تیمم اور موزوں پر مسح وغیرہ کے مسائل سے بحث کرتے ہیں۔ دوسری قسم یہ کہ خبث کو زائل کر کے طہارت حاصل کرنا، اس قسم کے ذیل میں فقہائے کرام اشیائے نجسہ کے طہارت سے متعلق ضوابط اور نجاست کی اقسام کو بیان کرتے ہیں۔

نصف ایمان: اسلام میں طہارت اور پاکیزگی کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”الطهور شطر الإيمان“۔ (۷) یعنی پاکی نصف ایمان ہے۔ خطر ایمان یعنی طہارت کا نصف ایمان ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اس کے بارے میں شراح حدیث فرماتے ہیں کہ ایمان مکلف سیئات ہے، ایمان سے صغائر و کبائر دونوں طرح کے گناہ معاف ہوتے ہیں، طہارت بھی مکلف سیئات ہے، لیکن اس سے صرف صغائر معاف ہوتے ہیں، اس نسبت سے طہارت کو خطر ایمان قرار دیا گیا ہے۔ علامہ تورپشتی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایمان سے ظاہر و باطن یعنی حدث اصغر و اکبر اور شرک وغیرہ دونوں سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے، جبکہ حدیث میں وارد لفظ ”الطہور“ سے صرف طہارت بدن من الانجاس والاحداث مراد ہے اس لیے اس کو خطر ایمان کہا گیا ہے۔ (۸)

اجزائے ایمان: حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایمان تخلیہ اور تحلیہ دو اجزاء سے مرکب ہے، تخلیہ کے چار مراتب ہیں، پہلا مرتبہ: ظاہری بدن کو ہر طرح کی ناپاکی، حدث و خبث اور فضلات سے پاک کرنا۔ دوسرا مرتبہ: اپنے اعضاء و جوارح کو جرائم و گناہوں سے پاک رکھنا۔ تیسرا مرتبہ: دل کو اخلاق ذمیمہ و رذیلہ سے پاک رکھنا۔ چوتھا مرتبہ: دل کو ماسوی اللہ سے خالی اور پاک رکھنا۔ اس تفصیل کے مطابق حدیث میں شطر الايمان سے مراد ”تخلیہ“ ہے اور وہ اس اعتبار سے نصف ایمان ہے۔ (۹) غرض جو بھی مراد لیا جائے، خواہ شطر کو جز کے معنی میں لیا جائے یا نصف کے معنی میں بہر حال طہارت کو ایمان کے ساتھ لزوم کا تعلق ہے، ایمان ہر حال میں طہارت اک تقاضہ کرتا ہے۔

طہارت باطن: علمائے کرام نے تحریر فرمایا ہے کہ طہارت تمام مراتب طہارت میں نصف عمل کا مقام رکھتی ہے،

ماہنامہ ”نقیبِ ختم نبوت“ ملتان

دین و دانش

کیوں کہ اعمال باطن سے مقصود اللہ کی عظمت و جلال کا منکشف ہونا ہے اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا ہے جب تک باطن سے ماسوی اللہ نکل نہ جائے، طہارت قلب یعنی اخلاق حمیدہ کا حصول اس وقت تک نہیں ہو سکتا ہے جب تک دل کو اخلاق ذمیدہ اور قابل نفرت رذائل سے پاک نہ کیا جائے، اسی طرح جوارح کو اس وقت تک طاعت سے مزین نہیں کیا جاسکتا جب تک گناہوں سے نہ بچا جائے، یہی حال ظاہر کا ہے کہ ظاہری طہارت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ احداث سے پاکی حاصل نہ کی جائے، یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ تمام مراتب طہارت میں اصل باطن کی طہارت ہے لیکن اس کا حصول بھی ظاہری طہارت پر موقوف ہے۔ (۱۰)

اہتمام طہارت: اسلام میں ظاہری طہارت کا بھی نہایت ہی اہتمام کیا گیا ہے، بیداری سے لے کر سونے تک، بیت الخلا سے مسجد و بیت اللہ تک، دن بھر میں پانچ مرتبہ وضو، نیز غسل و تیمم وغیرہ کے ذریعہ ظاہری و باطنی دونوں طرح کی طہارت کا اہتمام کیا گیا ہے، قضائے حاجت انسان کی فطری ضرورت ہے، اس ضرورت کو کیسے پورا کیا جائے اس کی رہنمائی بھی موجود ہے، سنن ابی داؤد میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ”أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبُ أَبْعَدَ“۔ (۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

”إِذَا أَرَادَ الْبَرَّازَ انْطَلَقَ حَتَّى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ“۔ (۱۲) خلاصہ دونوں روایتوں کا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو اتنے دور جاتے کہ لوگوں کی نگاہوں سے اوچھل ہو جاتے۔ پیشاب کرتے وقت نرم اور نشیبی جگہ دیکھ کر وہاں کرنے کا حکم ہے تاکہ پیشاب کی چھینٹیں اڑ کر کپڑوں اور بدن پر نہ پڑھیں،

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ الْبَوْلَ فَلْيُرْتِدْ لِبَوْلِهِ مَوْضِعًا“۔ (۱۳) یعنی جب تم میں کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ پیشاب کے لیے (نرم اور نشیبی) جگہ تلاش کرے۔ قضائے حاجت کے لیے جانے سے قبل دعا تعلیم دی گئی ہے تاکہ شیاطین و جنات کے شرور سے حفاظت میں رہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے جائے تو یہ دعا پڑھے: ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخَبْثِ وَالْخَبَائِثِ“۔

(۱۴) اے اللہ! میں ہر طرح کے شیاطین (مذکر و مؤنث کے شر) سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”سَتَرُ مَا بَيْنَ الْجَنِّ وَ عَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا دَخَلَ الْخِلَاءُ أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللَّهِ“۔ (۱۵) یعنی جب تم میں سے کوئی بیت الخلا میں داخل ہونے اک ارادہ کرے تو بسم اللہ پڑھے، یہ بنو آدم کی شرمگاہ اور جنات کے درمیان پردہ اور حائل ہو جائے گا۔ علمائے کرام نے ان دونوں روایات کے درمیان جمع کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ قضائے حاجت کے لیے جانے والا ان دونوں دعاؤں کو ملا کر یوں پڑھے: ”بِسْمِ اللَّهِ“،

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخَبْثِ وَالْخَبَائِثِ“۔ (۱۶)

بیت الخلا جانے سے قبل دعا تعلیم دینے کی حکمت یہ ہے وہ نجاست اور گندگی کی جگہ ہوتی ہے، پھر جا کر ذکر اللہ میں انقطاع آجاتا ہے، کشف عورت کی نوبت آجاتی ہے اور بول و براز وغیرہ نجاستوں کا خروج ہوتا ہے تو ایسے میں شیاطین اور جنات جنہوں نے اپنا مسکن ان جگہوں کو بنایا ہوتا ہے وہ وہاں جانت والے انسان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، لہذا ان کے شر سے حفاظت کے لیے دعا بتلائی گئی ہے۔

اسی طرح ایک مسلمان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے اور اپنی طبعی ضرورت پوری کے تحت اس کو پانی استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں نہ ڈالے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”إِذَا اسْتَيْقِظَ أَحَدُكُمْ

مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ فِي وَضُوئِهِ؛ فَإِنْ أَحْدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَ يَدُهُ

“(۱۷) یعنی جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وضو کے اپنی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل اپنا ہاتھ دھو لے؛ اس لیے کہ اسے معلوم نہیں کہ نیند کی حالت میں اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔ شراح حدیث نے لکھا ہے کہ نیند کی حالت میں یہ ممکن ہے کہ آدمی کا ہاتھ اس کی شرمگاہ سے مس ہوا ہو اور اس پر نجاست کے اجزا لگ گئے ہوں، یا رات نیند کی حالت میں احتلام ہو گیا ہو جائے اور ہاتھ پر مٹی لگ گئی ہو، یا وظیفہ زوجیت کی ادائیگی کے وقت کچھ نجاست لگ گئی ہو، یا جسم کے کسی حصہ میں زخم ہو اور اس سے خون رس رہا ہو، یا کوئی دانہ وغیرہ نکل ہو اور اس سے پیپ یا نجس مادہ نکل رہا ہو اور وہ ہاتھ پر لگ گیا ہو، غرض اگر نجاست یقینی طور سے لگ گئی ہو تو پھر ہاتھ کا پانی کے برتن میں داخل کرنے سے قبل دھونا واجب ہے اور اگر نجاست کا لگنا یقینی نہ ہو صرف شک ہو تو پھر ہاتھوں کا برتن میں ڈالنے سے پہلے دھونا مسنون ہے، اور اگر یہ یقین ہے کہ کوئی نجاست نہیں لگی تو پھر دھونا مستحب ہے۔ (۱۸)

مشترکین مکہ اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرتے اور طعنہ دیا کرتے تھے کہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کو قضائے حاجت کے متعلق باتوں کی بھی تعلیم دیتے ہیں، چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی طعنہ کے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں! (یہ شرم کی نہیں، بلکہ یہ ضرورت کی چیز ہے)، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی بتلایا ہے کہ ہم قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ نہ ہوا کریں اور ہمیں دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع کیا ہے اور اس بات سے بھی منع کیا ہے کہ ہم ہڈی یا گوبر سے استنجا کریں اور ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم تین پتھروں سے استنجا کریں۔ (۱۹)

ان امور کو ذکر کرنے کا مقصد صرف اسلام کے نظام طہارت و نظافت کی ایک بھلک دکھانا ہے، ورنہ اسلام نے تو اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق مکمل رہنمائی فراہم کی ہے، اور اسلام سارا کہ سارا پاکیزگی اور طہارت ہی سے مرکب ہے، (۲۰) ضرورت اس امر کی ہے کہ ثقہ علماء سے اسلامی تعلیمات سیکھ کر ان پر عمل کیا جائے تاکہ دنیا میں پاکیزگی و کامیابی کے ساتھ آخرت کی ہمیشہ کی کامرانی مقدر بن جائے۔

حواشی

- (۱) البقرہ: ۲۲۲۔ (۲) التوبة: ۱۰۸۔ (۳) باب العشرون من شعب الإيمان [وہو باب الطہارات، فصل الوضوء: ۱۸/۳، ۱۹۔ (۴) القاموس الوحید کامل، ص: ۱۰۱۷، ادارہ اسلامیات کراچی۔ و عمدة الفقہ، مولانا سید زوار حسین شاہ: ۹۹/۱، زوارا کیڈمی کراچی۔ (۵) الفقہ الاسلامی وأدلته للزحیلی: ۲۰۱/۱، دار الفکر بیروت۔ (۶) الاحزاب: ۳۳۔ دیکھیے: نفحات التنقیح فی شرح مشکاة المصابیح: ۲/۲۔ (۷) رواہ مسلم فی صحیحہ فی الطہارۃ، باب فضل الوضوء، برقم: ۲۲۳۔ (۸) نفحات التنقیح فی شرح مشکاة المصابیح: ۳/۲۔ (۹) إحياء علوم الدين، کتاب أسرار الطہارۃ، ص: ۱۶۰۔ (۱۰) إحياء علوم الدين، کتاب أسرار الطہارۃ، ص: ۱۶۱، ۱۶۰۔ ومفتاح السعادة ومصباح السيادة في موضوعات العلوم: ۲۵/۳، ۲۶۔ (۱۱) رواہ أبو داود فی سننہ فی الطہارۃ، باب التخلی عند قضاء الحاجة، رقم الحديث: ۱۔ (۱۲) رواہ أبو داود فی سننہ فی الطہارۃ، باب التخلی عند قضاء الحاجة، رقم الحديث: ۲۔ (۱۳) رواہ أبو داود فی سننہ فی الطہارۃ، باب الرجل يتبوأ لبوله، رقم الحديث: ۳۔ (۱۴) رواہ البخاری فی صحیحہ فی الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء، رقم الحديث: ۱۴۲۔ ومسلم فی صحیحہ فی الحيض، باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء، رقم الحديث: ۳۷۵۔ (۱۵) رواہ ابن ماجہ فی سننہ فی الطہارۃ، باب ما يقول الرجل إذا دخل بيت الخلاء، رقم الحديث: ۲۹۷۔ (۱۶) المجموع شرح المہذب، باب الاستطابة: ۷۴/۲۔ (۱۷) رواہ البخاری فی صحیحہ فی الوضوء، باب الاستجمار وتراء، رقم الحديث: ۱۶۲۔ ومسلم فی صحیحہ فی الطہارۃ، باب كراهة غمس المتوضي وغيره يدها المشكوك في نجاستها في الإناء قبل غسلها ثلاثا، رقم الحديث: ۲۷۸۔ (۱۸) فيض القدير للمناوي: ۳۵۸/۱۔ (۱۹) رواہ مسلم فی صحیحہ فی الطہارۃ، باب الاستطابة: ۲۶۲۔ (۲۰) بهجة قلوب الابرار للسعدي: ۱۴/۱۔

☆.....☆.....☆

HARIS ①  ڈاؤ لینس ریفریجریٹر ای سی سپلٹ یونٹ کے با اختیار ڈیلر 061-4573511 0333-6126856	حارث ون Dawlance نزد الفلاح بینک، حسین آگاہی روڈ، ملتان
---	--